مولانا عبد الباری
مدرس دار العلوم رحمانیہ مینی صوابی

# تقریب ختم بخاری اور حضرت کا انداز و بیان

حضرت شیخ شیر علی شاہ صاحب مرحومؒ کے علمی، دینی، تدریسی، تصنیفی اور سیاسی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کے اصلاحی اور تبلیغی خدمات بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اس میدان میں بھی آپ کے خدمات جلیلہ اور کارہائے نمایاں قابل تحریر وقابل ذکر ہیں۔ اس حوالے سے میں اپنے جامعہ دار العلوم رحمانیہ کے سالانہ ختم بخاری کی تقریب کے سلسلے میں آپ کی تشریف آوری کے بارے میں کچھ تأثرات سپرد قلم کرتا ہوں۔ اہلیان مینی وارد گرد اہل علاقہ کو جب یہ اطلاع مل جاتی کہ تقریب ختم بخاری کے لئے مہمان خصوصی حضرت شیخ صاحبؒ ہوں گے تو جس طرح پروانے شمع پر دیوانہ وار گرتے ہیں اسی طرح گوشہ گوشہ سے طالبان حق گروہ در گروہ اپنے علمی و دینی راہنما کی زیارت اور آپ کی پر نور زبان مبارک سے بخاری شریف کی آخری حدیث مع تفصیل وتشریح سے بالمشافہ فیضیاب ہونے کے لئے بے تاب ہو کر شرکت فرماتے۔

جونہی آپ سٹیج پر آخری حدیث کے درس دینے کی غرض سے رونق افروز ہوتے تو سارے مجمع پر سناٹا چھا جاتا اور ایک عجیب روحانی نورانی منظر کا سماں ہوتا۔ آپ کا نورانی، گلابی، کتابی، پرنور، نضارت، ملاحت ووجاہت سے بھر پور چہرے پر خوبصورت گھنی داڑھی، تاج شاہی سے اعلیٰ علمی وروحانی نور سے منور مسنون پگڑی، سفید صاف ستھرا اُجلے ہوئے لباس میں ملبوس تسر الناظرین کا منظر پیش کرتا۔ اس مجلس کے انوار وبرکات کا صحیح تجزیہ کرنا حیطہ قلم سے باہر ہے۔

حضرت شیخؒ کتاب کھول کر جونہی الحمد للہ سے خطبہ ابتدائیہ شروع فرمالیتے تو مجمع میں موجود ہر شخص کی نگاہ آپؒ پر لگی ہوئی ہمہ تن گوش نظر آتا تھا، چونکہ اس تقریب میں علماء وطلباء کے علاوہ عوام الناس کثیر تعداد میں شریک ہوتے اس لئے درس پر عالمانہ رنگ سے زیادہ عامیانہ اور ناصحانہ رنگ غالب ہوتا، گویا کہ درس حدیث وعظ وخطاب عام بن جاتا، حضرت کا طرز تخاطب، انداز بیان، ہر قسم تصنع وتکلف سے پاک مگر پُر جوش اثر آفرین ہوتا'' کہ ان من البیان لسحرا کہ بعض بیان سحر انگیز ہوتا ہے'' کے صحیح مصداق تھا، گھنٹہ سوا گھنٹہ درس جاری رہتا مگر مجال ہے جو کوئی اپنی جگہ سے ہلا بھی ہو، دوران درس جب حافظ الحدیث صحابی رسولؐ حضرت ابو ہریرہؓ کے احوال زندگی بیان فرماتے تو آپؓ کی والدہ ماجدہ کے اسلام کے نور سے منور ہونے کا واقعہ انتہائی دلسوزی سے پرسوز اور دلآویز آواز میں بیان

فرماتے تھے جس سے حضرت کی آواز دھیمی ہوکر خود آپ پر رقت طاری ہوتی اور سامنے مجمع میں موجود اکثر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو تیرتے ہوئے نظر آتے۔

حضرت شیخ صاحبؒ کا یہ درس اختتام بخاری اثر انگیز کشش اور جاذبیت کا ایک مرقع ہوتا۔ ہر کوئی یوں محسوس کرتا کہ ہر بات دل سے نکل رہی ہے اور بلا واسطہ دلوں پر ہی پڑ رہی ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اور جب حضرت شیخ دعا کے لئے اللہ کے حضور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا شروع فرما لیتے، ہر کوئی خواہ دل کا کتنا سخت کیوں نہ ہو آنسوں کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجمع میں موجود علماء، طلباء اور عوام الناس سب کی آنکھیں اشکبار رہتیں۔

## اثر انگیز نصیحت

ایک دفعہ ختم بخاری کے سلسلے میں تشریف لا چکے تھے، ہم دارالعلوم رحمانیہ کے کتب خانے میں حضرت کی خدمت کی نیت سے آپؒ کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مہتمم حاجی محمد اسماعیل صاحب اپنے منجھلے صاحبزادے قاری سعید احمد کیساتھ السلام علیکم کہتے ہوئے داخل ہوئے، کچھ وقتی حالات اور ناگواریوں کی وجہ سے قاری سعید احمد کا دل مزید حفظ کرنے یا کتابوں کی تعلیمی سفر جاری رکھنے سے اچاٹ گیا تھا، حاجی صاحب نے حضرت شیخ کی خدمت اقدس میں اس کو نصیحت کرنے اور سمجھانے کی درخواست کی کہ یہ اپنا تعلیمی سفر مسلسل جاری رکھ کر پایہ تکمیل تک پہنچائے، حضرت شیخ انتہائی بااخلاق، نرم خو اور ہمدرد انسان تھے اس لئے قاری صاحب کو انتہائی حکیمانہ، ناصحانہ ومشفقانہ انداز میں سمجھایا، گفتگو کے دوران ایک اثر انگیز اور دلچسپ سبق آموز واقعہ سنایا جس سے تمام اہل مجلس انتہائی محظوظ ہوئے۔

## حفظ قرآن کا وجد افریں واقعہ

فرمانے لگے کہ حیدر آباد دکن کے نواب نے کسی عالم کی زبان سے یہ حدیث سنی۔

معاذ جُہنیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اُس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی، اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اُس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

نواب صاحب نے ایک سرد آہ کھینچی کہ افسوس میرے بیٹوں میں سے کسی نے بھی یہ سعادت حاصل نہیں کی ہے کہ بروز محشر میرے سر پر یہ تاج رکھا جائے، بیٹے جب اپنے والد ماجد کے اس قلبی خواہش سے باخبر ہوئے تو سب سے چھوٹے شہزادے نے کسی کو بتائے بغیر صیغہ راز میں مجود قاری صاحب کی خدمت میں رہ کر یہ عظیم سعادت

حاصل کر کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے والد ماجد کو حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کا مژدہ سنایا جس سے نواب صاحب خوشی سے جھوم اُٹھا اور اپنا تاج شہزادے کے سر پر رکھدیا کہ تم نے مجھے آخرت کا تاج پہنایا تو یہ دنیوی تاج تمہارا ہوگیا۔اس مختصر مگر پُر اثر وعظ سے تمام حاضرین بہت متأثر ہوئے۔بعض کتابوں میں یہ واقعہ کچھ تغیر کے ساتھ ہے۔

میرا برادر خورد مفتی فضل ہادی مدرس جامعہ دارالعلوم رحمانیہ نے مجھے حضرت شیخ سے سنا ہوا یہ عجیب وغریب ایمان افروز مگر حیرت انگیز واقعہ سنایا کہ حضرت شیخ صاحب فرمانے لگے ،ایک دفعہ بحری جہاز میں ہم حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کر کے واپس کراچی بندرگاہ آرہے تھے۔

## کرامت بعد الموت

ہمارے قافلے میں ایک رجل صالح بھی تھا جس کی عمر بڑھاپے تک پہنچ چکی تھی لیکن اس پیرانہ سالی کے باوجود نیک اور صالح آدمی تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کا وقت موعود آچکا تھا اور جہاز کے اندر ہی حالت سفر میں داعی اجل کو لبیک کہنے لگا ،تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جہاز کے عملے والے آگئے کہ اس کی نعش ہم سمندر کے حوالہ کریں گے۔ہم نے بہت منت سماجت کی اور بہت اصرار کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹے رہے کہ ان کی نعش سمندر کے سپرد نہ کریں لیکن آگے سے وہ لوگ بہت سخت اور متشدد تھے کہ اس طرح نہیں ہوسکتا۔اس بارے میں جہاز کے کیپٹن سے بھی بات ہوئی لیکن وہ بھی یہی جواب دیتے کہ عام قانون ودستور کے مطابق اس حاجی کی میت کو سمندر کے سپرد کر دیا جائے۔ہم سب کے بار بار اصرار اور غیر معمولی کوششوں کے باوجود ان کا حکم ماننے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا اس لئے حاجی بابا کی میت کو سمندر کے پانی کے سپرد کر دیا گیا۔

لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" سارے اہل جہاز یہ عجیب وغریب عام عادت سے ہٹ کر منظر دیکھ کر حیرت انگیز واستعجاب کے سمندر میں ڈوبے ہوئے کہ حاجی بابا کی میت پانی کی سطح پر مچھلی کی طرح تیرتی ہوئی جہاز کے پیچھے پیچھے آرہی ہے۔یقیناً یہ اس باباجی کی کرامت بعد الموت ہے اور جب کیپٹن کو اطلاع ملی تو وہ کہنے لگا کہ مجھے معلوم نہ تھا ورنہ ہم اس کی میت سمندر کے حوالے نہ کرتے یوں اس کے عزیز واقارب ساحل سمندر پر کھڑے ہوئے حاجی بابا کی میت وصول کر کے چلے گئے۔

حضرت شیخ کو جس طرح علوم ظاہری پر درک اور رسوخ حاصل تھا اسی طرح حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ جیسے عارف باللہ اور امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ جیسے مربی کے زیر تربیت وزیر سرپرستی رہ کر ،حضرت شیخ تعلق مع اللہ کے اعلیٰ درجے پر بھی فائز تھے۔اس بارے میں راقم آثم خود اپنا چشم دید واقعہ نقل کرتا ہے۔

## مستجاب الدعوات

راقم آثم اور مہتمم حاجی محمد اسماعیل حضرت شیخ صاحب کو ختم بخاری کے سلسلے میں دعوت دینے کی غرض سے آپ کے دولت کدے پر گئے۔ عصر کے بعد کا وقت آندھی اور طوفان اتنا تیز کہ دیکھنے والا یہ باور کرالیتا کہ بس آج دنیا تباہ و برباد ہورہی ہے، گرد غبار مٹی اتنی زیادہ کہ چلنا مشکل تھا۔ حضرت کے دولت کدے تک پہنچنے پر ہمیں کافی دقت ہوئی، الحمدللہ حضرت سے ملاقات ہوئی اور آپ نے دعوت قبول کرکے تشریف لانے کا تہیہ کرلیا، ہم اجازت لینا چاہتے کہ حضرت شیخ فرمانے لگے کہ ابھی تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرو کہ آندھی تھم جائے پھر جانا، اتنے میں حضرت شیخ نے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھا کر بارگاہ الٰہی میں فقیرانہ وعاجزانہ درخواست کی۔ یہ بات جو میں آگے لکھ رہا ہوں یہ قارئین حضرات بالکل علمی مبالغے یا کسی قسم کے توریے، مجاز پر محمول نہ کریں بلکہ اس حقیقت میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہے کہ جونہی حضرت شیخ نے دعا مانگنے کے بعد اپنے ہاتھ نیچے رکھے یکا یک ماحول ایسا صاف ہوگیا کہ کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی چند منٹ پہلے ایسی زور کی آندھی اور طوفان تھا۔ حضرت شیخ کے بارے میں دل ودماغ کے لوح پر بہت کچھ نقش ہے لیکن خوف طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتا ہوں۔

## وفات

بہرحال آپ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ نہایت متواضع، منکسر المزاج، ملنسار، نرم خو بااخلاق اور مہمان نواز انسان تھے، آپ قوالاً بالحق جرأت اور شجاعت کے ساتھ تو بلاخوف لومۃ لائم اظہار مافی الضمیر کرنے والے عالم باعمل تھے۔ پیرانہ سالی کے ساتھ عمر کا آخری حصہ کمر کے درد اور گوناگوں بیماریوں میں گزرا۔ کمر کا آپریشن بھی ہوا تھا آخر میں ضعف و بیماری بڑھ کر صاحب فراش ہوئے اور اسی حالت میں اکتوبر ۲۰۱۵ء کو جمعۃ المبارک کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرماگئے۔ اگلے روز یعنی ہفتہ کے دن لاکھوں لوگوں نے اپنی محبت وعقیدت کے ساتھ حضرت شیخ کو خراج تحسین پیش کرتے جنازہ میں شرکت کرنے لگے اور اپنی مسجد کے احاطے میں سپرد خاک کردیئے گئے۔

---

# سفرِ آخرت

ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون
اٹھ گیا ناوک فگن، مارے گا دل پر تیر کون